فیضِ صحبت کی اہمیت

معارف و سلوک

مرتب۔ ماسٹر محمد عمر۔ خان گڑھ

ملفوظاتِ بہلویہ

از عارف باللہ مولانا محمد عبد اللہ بہلویؒ

فرمایا۔ تصوف کا اصل مقصد ہے فیضِ صحبتِ شیخ۔ علم چاہے ہو یا نہ ہو۔ اہل اللہ کے فیضِ صحبت سے وہ کچھ نصیب ہوتا ہے جو کتابوں سے کبھی حاصل نہیں ہوتا۔ اور میری بات یاد رکھنا علم بھی بلا صحبت اہل اللہ بے کار ہے۔ صحابہؓ سب کے سب عالم نہ تھے۔ مگر ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کی فضیلت موجودہ وقت کے اعلیٰ سے اعلیٰ محدث، فقیہہ اور بڑے سے بڑے اولیاء، غوث، قطب ابدال پر مسلّم ہے۔ اس فضیلت کا مدار محض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پر ہے جس قدر جس صحابی کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت زیادہ نصیب ہوئی وہ صحابہؓ میں زیادہ درجات کا مالک بنا۔ اور ہمیشہ اہل اللہ نے فیضِ صحبت پر زیادہ زور دیا۔ یہ چیز نری کتابوں سے اور مطالعہ سے حاصل نہیں ہوتی ؎

خود بخود آں شہ ابرار بہری آید ۔۔۔ نہ بزور نہ بزاری نہ بزر می آید

یاد رکھنا علم اور چیز ہے مگر علم کے مصداق رنگ چڑھانا ہو تو وہ اہل اللہ کے فیضِ صحبت سے نصیب ہوگا۔

محدثِ امت فخر الاماثل سیدنا انور شاہ صاحب کشمیری نور اللہ مرقدہٗ نے بخاری شریف کے ختم کے وقت فرمایا۔ ہزار مرتبہ بخاری پڑھو جب تک کسی کامل کے جوتے نہ اٹھاؤ گے کچھ نہیں بنے گا۔

اہل اللہ خاصانِ خدا اور مقربانِ خداوندی ہیں جس اللہ والے پر ہر وقت انوارِ الٰہی کی بارش ہوتی رہتی ہو کیا اس کے قریب بیٹھنے والا محروم رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی اور بری مثال کو واضح کرتے ہوئے فرمایا۔ اچھی صحبت کی مثال عطر فروش کی دکان ہے جو شخص اس دکان میں جائے گا۔ وہ اگر عطر نہ بھی خریدے گا تو کم از کم اس کی خوشبو تو ضرور سونگھے گا۔ آنحضرت صلعم نے بری صحبت کو لوہار کی بھٹی سے تشبیہ دی۔ ایسی

دکان میں جانے والا اگر کچھ لے گا نہیں تو کپڑے تو ضرور چلا کر آئے گا۔

کیا وجہ تھی کہ حضرت امام احمد بن حنبل نور اللہ مرقدہٗ جو امت کے امام تھے چھ لاکھ احادیث کے حافظ تھے لیکن پھر بھی غالباً حضرت بشر حافیؒ یا داؤد طائیؒ کی خدمت میں جایا کرتے تھے۔ کسی نے عرض کیا حضرت! آپ اتنے بڑے عالم ہو کر اس فقیر کھدر پوش کے پاس کیوں جاتے ہیں؟

جواباً فرمایا۔ ان کی صحبت میں ایسی باتیں ہوتی ہیں جو ہماری معلومات اور کتب میں بھی نہیں ہوتیں۔

شاہ ولی اللہ کے پوتے شاہ اسمٰعیل شہید اور حضرت مولانا عبدالحیٔ صاحب رحمہم تعالیٰ کے مرشد سید احمد شہیدؒ تھے۔ سید احمد شہیدؒ اتنے عالم نہیں تھے مگر شاہ اسمٰعیل شہید اور مولانا عبدالحیٔ صاحب سید احمد شہید کے گھوڑے کی رکابیں پکڑ کر ساتھ ساتھ بھاگتے تھے۔ حضرت سید الاولیاء مولانا دوست محمد قندھاریؒ کے مرشد حضرت ابو سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ مولانا دوست محمد قندھاری مرشد کی زیارت اور فیض صحبت کے لئے قندھار سے پیدل دہلی تشریف لے جاتے تھے۔ مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ خواجہ محمد عثمان موسیٰ زئی شریف میں پیدل تشریف جایا کرتے تھے۔ ؎

صحبتِ صالح ترا صالح کند صحبتِ طالع ترا طالع کند

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا گو نشیند در حضور اولیاء

یعنی بدبخت کی صحبت تمہیں بدبخت بنا دے گی اور نیک بخت کی صحبت تمہیں نیک بنا دے گی۔
جو شخص خدا تعالیٰ کی ہم نشینی کا طالب ہو تو اسے اولیائے کرام کی صحبت اختیار کرنی چاہئے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

صحبتِ نیکاں اگر یک ساعت است بہتر از صد سالہ طاعت است

اللہ والوں کی تھوڑی دیر کی صحبت سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے نیکوں کی صحبت اگر ایک گھڑی بھی نصیب ہو جائے تو وہ سو سال کی عبادت سے افضل ہے۔ حکیم الامت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے:

بعض اوقات کامل کی صحبت اور ان کی توجہ مبارک سے دل کے اندر ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو ساری عمر کے لئے مفتاح سعادت اور ہزار سال کی عبادت سے بھی افضل ہو جاتی ہے۔

جس قدر مرشد کامل سے محبت کا رابطہ بڑھے گا مرید دور رہ کر بھی شیخ کے فیض سے فیض یاب ہوتا رہے گا۔ اور بے محبت آدمی مرشد کے حکم کی تعمیل نہ کرنے والا گو قریب ہے مگر بے نصیب ہے۔ حضرت لاہوری قدس سرہ العزیز شجاع آباد میں قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی مسجد میں تشریف لائے۔ فرما رہے تھے اے شجاع آباد والو! آپ لوگوں کو اللہ والوں کی حقیقت کیا معلوم۔ ان لوگوں کی جوتوں کے ذروں سے وہ موتی

ملتے ہیں جو بادشاہوں کے تاجوں میں بھی نہیں ملتے۔ ہم نے ان اللہ والوں کے جوتوں کی مٹی کے ذرّوں کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنایا تو ہمیں سب کچھ نصیب ہوا۔

اگر شیخ سے دُوری ہو تو پھر کم از کم ایک یا دو ماہ میں مرشد کی خدمت میں ضرور حاضر ہونا چاہئے۔ کم از کم پندرھویں دن خط لکھے اور اپنی حقیقت اور دردِ دل کا حال لکھے۔ کسی منشی سے نہ لکھوائے بلکہ جیسا بھی لکھنا آتا ہے خود لکھے اور اپنے جذبات کا اظہار کرے۔ انشاء اللہ شیخ کامل خط کے ذریعے ہی آگے سبق دینا ہو گا تو دے دیں گے۔

اور پھر یہ بھی نہ سوچیں کہ اس دفعہ مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے توجہ ہی نہیں کی۔ مَیں کہتا ہوں کہ مرشد مرید کو ایک دفعہ دیکھ ہی لیں، سالک کے لئے وہی ایک نظر ہی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

اگر مرشد گھر تشریف فرما نہ ہوں تو افسوس نہ کریں۔ مَیں تو اپنے مرشد شیخ المشائخ حضرت مولانا فضل علی صاحب قریشی مسکین پوری کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ان کی مسجد مبارک اور ان کے گھر کی درودیوار کی اینٹ اینٹ سے فیض لے کر آتا تھا۔

مرشد کی خدمت میں جانے سے پہلے استخارہ کرتا، جب کچھ تسلّی ہوتی تو چل پڑتا۔ سارے راستے میں روتا اور دعائیں کرتا رہتا کہ یا اللہ مرشد کو مجھ پر مہربان کر دینا۔ اگر اللہ تعالیٰ مرشد کو مرید پر مہربان نہ کرے تو مرید بیچارہ کیا کر سکتا ہے۔ جب مرشد کی خدمت میں حاضری ہوتی تو میرا سارا وجود کان ہوتے اور آنکھوں میں آنسو ہوا کرتے تھے۔ آنکھوں سے آنکھیں نہیں ملا سکتا تھا۔

حضرت شیخ قریشی مسکین پوری رحمۃ اللہ علیہ نیچے گھاس پھوس اور پرالی بچھا کر بیٹھتے تھے چاہے کپتان یا کمشنر کیوں نہ ہو نیچے سوتے تھے۔ دال روٹی آتی۔ دال مٹی کے بڑے بڑے پیالوں میں بھری ہوتی اور اتنی پتلی ہوتی تھی کہ رات کو چاند تو درکنار ستارے بھی نظر آتے تھے۔ مگر آج کل مریدوں کے ساتھ اگر ایسا برتاؤ کیا جائے تو مرید بے اعتقاد تو علیحدہ رہا، گالیاں دے کر جائے گا۔

لوگ کہتے ہیں اس دَور میں صحیح پیر نہیں ملتے۔ مَیں کہتا ہوں اس دور میں صحیح مرید نہیں ملتے۔ مَیں عالم تو نہیں تھا۔ مگر شیخ مجھے عالم سمجھ کر اپنے قریب بٹھاتے تھے۔ میرے تمام پیر بھائی مرشد کے گھر گھریلو کام کاج اور لنگر کی خدمت میں لگ جاتے۔ جب واپسی ہوتی تو مجھ سے انہیں زیادہ نفع ہوتا تھا۔

تمہارا حال یہ ہے۔ کہ نہ خط لکھتے ہو نہ آمد و رفت ہوتی ہے۔ اگر آتے بھی تو عید کے چاند کی طرح منہ دکھا کر چلے جاتے ہو۔ اگر آتے ہو تو مہمان بن کر نہ کہ خادم بن کر۔ یا پھر اگر آتے ہیں تو یہی نیت لے کر کہ حوریں نظر آئیں کشف ہو۔ انوار نظر آئیں۔ ع

طالب خدا باش طالب لذت مباش

طالب کو طلب خدا چاہیئے نہ کہ لذت چاہیئے۔

عالم کل نہ اکثر جاتے ہیں تو اس نیت سے کہ تعویذات کی اجازت مل جائے۔ پیرزادے، سیدزادے جاتے ہیں تو اس نیت سے کہ باپ کے مرید سنبھالوں گا۔ دنیادار گئے تو پھر دل میں یہی سوچتا رہا کہ پیر آموش تو کر میں تو کاریں بلڈنگیں چھوڑ کر آیا ہوں للہیت نہ رہی۔

پیر کی خدمت میں خادم بن کر جاؤ نہ کہ مہمان بن کر۔ اگر شیخ کی خدمت میں حاضری ہو تو ان کی مجلس میں دل کو ماسوی اللہ سے خالی کر کے دل میں یہ تصور اور دھیان رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت آرہی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک کے واسطے سے میرے مرشد کے دل سے میرے دل میں آرہی ہے۔

حضرت تاج محمود امروٹی قدس سرہ العزیز کی خدمت امروٹ شریف میں حاضر تھا۔ آپ حلقہ مریدین میں تشریف فرما تھے اسی اثناء میں ہوائی جہاز اوپر سے گذرا۔ تو کسی نے اوپر دیکھا۔ تو آپ نے ناراضگی کے انداز میں فرمایا کیا تم روزانہ آیا کرتے ہو جو اوپر دیکھ رہے ہو؟

میں کعبہ شریف میں کعبہ شریف کی طرف دید لگائی ہوئی تھی کہ غلطی سے دوسری طرف نگاہ کی۔ کسی نے سخت سست الفاظ میں کہا۔ کیا تم یہاں بار بار آیا کرتے ہو کہ دوسری طرف نگاہ کرتے ہو۔ اسی طرح جب اہل اللہ کی خدمت میں حاضری ہو تو ٹکٹکی دید کی ہر طرف اُدھر ہی رہے۔